125

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

اللّٰہ

كُلُّ مَا فِي الْكَوْنِ وَهْمٌ أَوْ خَيَالٌ أَوْ عُكُوسٌ فِي مَرَايَا أَوْ ظِلَالٌ

سنو آں ہے ہر طرف سے صدا کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

خزینہ معرفت

المسمیٰ بہ

تذکرہ عاشقِ ربانی شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ

مؤلفہ

صوفی محمد ابراہیم قصوری

مرتبہ: حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

شعبہ نشر و اشاعت: بزم جمیل غلامان شیر ربانی فیصل آباد ڈویژن

مرکزی دفتر جامع مسجد شیر ربانی گلزار کالونی نزد منیر آباد رضا آباد

فیصل آباد فون صدر بزم جمیل ۲۳۹۶۹

باجازت خاص

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ناشر:- بزم جمیل فیصل آباد ڈویژن، مرکزی دفتر
گلی نمبر ۳ جامع مسجد شیر ربانی گلزار کالونی

باہتمام: صوفی غلام سرور۔ صوفی محمد رمضان

تاریخ اشاعت: یکم جولائی ۱۹۸۸ء

پریس: نوائے پاکستان پرنٹرز فیصل آباد

قیمت: ۴۵ روپے

ملنے کا پتہ

صاحبزادگان میاں خلیل احمد، میاں سعید احمد، میاں جلیل احمد شرقپوری شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک ناخدا وسن پورہ لاہور

مرکزی دفتر جامع مسجد شیر ربانی گلزار کالونی ۔ نوری بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد

افضل بک ڈپو بالمقابل گورنمنٹ سٹی مسلم ہائی سکول ماڈل ٹاؤن اے

جامع مسجد شیر ربانی سلطان ٹاؤن نڑ والا روڈ فیصل آباد

شیر ربانی لائبریری مکی سٹریٹ راجہ کالونی فیصلے آباد

آپ متعدد مشاغل [illegible] تھے کہ جو آپ جانتے والا ہوں۔ مگر یہ دنیا کا حجاب [illegible] ہے۔ [illegible]
اور وہی شخص کا بیان ہے [illegible] کہ آپ کا شرف زیارت حاصل کرنے کی غرض سے
دو کر [illegible] [illegible] سے شرف اندوز ہوئے تھے حاضر ہوئے۔ تو فقط
السلام علیکم [illegible]۔ تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان گوہر فشان سے یوں گویا ہوئے
کہ ہمارے دادا صاحب کے پاس ایک شخص پیر بخش نامی [illegible] تھا جس سے بکمال محبت تھی۔ میرا دل [illegible]
ملنے کو ہمیشہ چاہتا تھا۔ مگر پتہ نہیں خدا جانے وہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ آپ کے معجز نما کلام سے
[illegible] صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے اور عرض کی۔ کہ یا حضرت یہ خادم اسی پیر بخش کا ہی لڑکا ہے۔ آپ نے
[illegible] پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ اور بہت شفقت اور محبت کی۔ اور ارشاد و تلقین سے مشرف فرمایا۔

میاں امام الدین صاحب سکنہ مرلهن وال کا بیان ہے کہ آپ ایک دفعہ قصبہ [illegible] تشریف لے گئے
بیٹھے بیٹھے تیمور شریف جانے کو چلے گئے بعد میں معلوم ہوا۔ کہ آپ کی دادی صاحبہؒ کا انتقال ہو گیا تھا۔
انہی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ جو پھر آپ مرلهن وال تشریف لائے۔ اور بیٹھے ہی تھے کہ بے قرار ہو کر
اٹھ کھڑے ہوئے۔ دریافت کیا تو فرمایا۔ کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یاد فرمایا ہے۔ اور یہ کہہ کر
تشریف لے گئے۔

باب ۱۱

کرامات

حضرت قبلہ مرشدم رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائے انا اس درجہ پر پہنچ گئی تھی۔ کہ بشری خواص بالکلیہ فنا
ہو چکے تھے۔ محبت کی بھٹی نے ایک ذرہ بھی خودی کا آپ کی ذات میں نہ چھوڑا تھا۔ بلکہ سراسر عجز و نیاز آپ کی
ذات بابرکات ہو چکی تھی۔

کرامات کا ظہور دو وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ اول اضطراری۔ کہ ظاہری وجود سے کوئی امر عارف کی ذات
پاک کے لئے باعث اضطرار ہو جاتا ہے۔ اور اس اضطرار میں کرامت کا ظہور محض من جانب اللہ ہو جاتا ہے
جس میں عارف کی ذات کو دخل تک نہیں ہوتا۔ دوئم اختیاری۔ کہ عارف کی ذات خود بخود ایک امر نا
ممکن الوجود کی خواہش پر اتر آتی ہے۔ اور اس کی حقیقت جامعہ اس امر ناممکن الوقوع کے وقوع میں
منہمک ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ذات باری عز اسمہٗ اس کو وقوع اور وجود کا جامہ پہنا دیتی ہے۔ اور

خلق اللہ پر اپنے اولیاء کی ایک حجت قائم فرماتی ہے۔

حضرت قبلہ عالم میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی تمام کرامات تھی ہر واقعہ میں کوئی نہ کوئی کرامت موجود ہے لیکن اس میں خودی یا خود نمائی کا دخل نہ تھا۔ بلکہ بعض وقت محبت کا جذبہ صادقہ آپکو کسی خاص امر میں منہمک کر دیتا تھا۔ اور بعض وقت کسی کی بیکسی پر اضطرار پیدا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے کرامات ظہور میں آجاتی تھیں۔ مگر دل کو ذاتی طور پر اس سے کمال نفرت تھی بلکہ کرامت کا نام سننا بھی گوارہ نہ فرماتے تھے [illegible] عام طور کسی کی کرامت کا ذکر نہ فرماتے بلکہ بعض وقت بے ساختہ وعظ میں یہ الفاظ نکل جاتے [illegible] فرماتے تھے "[illegible] (یعنی پسند نہیں کرتے) بلکہ ہم تو مسلمان ہیں۔ اور اسلام رکھنا چاہتے ہیں [illegible] معلوم نہیں لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کہ مسلمان نہیں بنتے۔ اور خواہ مخواہ فقیر بنتے پھرتے ہیں۔ اس میں رکھا کیا ہے۔ کہ اس کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں"

یہی وجہ ہے کہ کسی کی اصرار پر بھی دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھاتے۔ ہاں جب قلبی جذبات سے متاثر ہو جاتے۔ تو بے اختیار ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الوہیت کی طرف متوجہ ہو بیٹھتے جس کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا کہ کبھی بارگاہ ربوبیت سے تہیدست نہ لوٹتے۔ بسا اوقات بے ساختہ جو کچھ منہ سے نکل جاتا وہی ہو کر رہتا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

جن کرامات کو حضرت مؤلف سلمہ اللہ نے دکھایا ہے۔ اس سے بڑھ کر دیگر اذکار کے اندر صاحب نظر کو ملیں گی۔ بلکہ یہ تو عام مذاق کے لئے چند ایک کا ذکر کیا گیا۔

دلائل شرعیہ
کتاب اللہ سے ثبوت

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم کے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کے جاتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی جب کبھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے۔ تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں موجود پاتے۔ اور یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں؟ وہ کہتیں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے۔ اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ حضرت مریم کے پاس گرمیوں میں جاڑے کے اور جاڑے میں گرمیوں کے میوے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت مریم نبی نہیں تھیں۔ لہذا یہ آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے۔

دوسری دلیل سورہ نمل میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے آصف کی کرامت کی خبر دی ہے۔ وہ اس طرح کہ سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا حاضر کیا جائے